سوال

(274) ولی کے بغیر نکاح کا حکم اور دو حدیثوں میں تطبیق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عورت بالغہ مطلقہ بغیر اذن اپنے والد کے اپنا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر کرلیا تو جائز ہوگا یا نہیں؟ قرآن وحدیث سے جو حکم ہو بیان فرمایا جائے اور حدیث:

"أیما امرأة نکحت بغیر إذن ولیها فنکاحها باطل"

اور حدیث:

"الأیّم أحق بنفسها من ولیها"

میں کیا صورت جمع کی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کوئی عورت بغیر اذن اپنے ولی کے اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ صحیح بخاری (3/154 طبع مصر) میں ہے:

باب من قال: لانکاح الا بولی لقول اللہ تعالیٰ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ (البقرہ: 232) فدخل فیہ الثیب ٗوکذلک البکر ٗوقال: وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وقال: وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ اخبرنی عروة بن الزبیر ان عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ ان النکاح فی الجاہلیة کان علی اربعة انحاء فنکاح منہا نکاح الناس الیوم یخطب الرجل الی الرجل ولیتہ او ابنتہ فیصدقہا ثم ینکحہا فلما بعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالحق ہدم نکاح الجاہلیة کلہ الا نکاح الناس الیوم عن الحسن قال: ((فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ)) قال حدثنی معقل بن یسار انہا نزلت فیہ قال: زوجت اختا لی من رجل فطلقہا حتی اذا انقضت عدتہا جاء یخطبہا فقلت لہ: زوجتک ٗوفرشتک ٗواکرمتک ٗفطلقتہا ثم جئت تخطبہا لا واللہ لا تعود الیک ابدا ٗوکان رجلا لا باس بہ وکانت المراة ترید ان ترجع الیہ فانزل اللہ ہذہ الایة ((فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ)) فقلت: الآن افعل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: فزوجہا ایاہ"[1] واللہ تعالیٰ اعلم۔

(باب جس نے کہا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "پس تم ان کو مت روکو۔" اس میں ثیبہ اور باکرہ سب داخل ہیں نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "اور (اپنی عورتیں) مشرک مردوں کے نکاح میں نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔" نیز اس کا فرمان ہے۔ "اور اپنے میں

سے بے نکاح مردوں اور عوتوں کا نکاح کردو۔ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں چار طرح سے نکاح ہوتے تھے ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام

بھیجتا اور اس کی طرف پیش قدمی کر کے اس سے نکاح کرتا۔ پھر جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ رسول بن کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے تمام نکاح باطل قرار دیے صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔

حدیث :

"أیما امرأة نکحت بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل"[2]

اور حدیث :

"الأیم أحق بنفسہا من ولیہا"[3]

میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ جمع کی ضرورت ہو، اس لیے کہ حدیث اول و نیز آیات ودیگر احادیث مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی عورت بغیر اذن اپنے ولی کے اپنا نکاح نہیں کر سکتی اور حدیث ثانی سے اس کا خلاف ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی عورت اپنا نکاح بغیر اذن اپنے ولی کے بھی کر سکتی ہے، بلکہ حدیث ثانی میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ ایم عورت اپنے نفس کے ساتھ بہ نسبت اپنے ولی کے زیادہ حق رکھتی ہے مگر اس حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ عورت مذکورہ کسی امر میں بہ نسبت اپنے ولی کے زیادہ حق رکھتی ہے؟ پس اس صورت میں اس حدیث سے صرف اس قدر ثابت ہوگا کہ اگر عورت مذکورہ کے اذن اور اس کے ولی کے اذن میں تعارض واقع ہو تو عورت مذکورہ کا اذن ولی کے اذن پر مقدم سمجھا جائے گا، یعنی اگر عورت مذکورہ کا ولی اس کے کسی کفو شخص سے اس کا نکاح کر دینا چاہے اور عورت مذکورہ اس نکاح کو نا منظور کرے تو ولی عورت مذکورہ کا نکاح اس شخص سے نہیں کر سکتا اور اگر عورت مذکورہ چاہے کہ میرا نکاح فلاں شخص کفو سے کر دیا جائے تو ولی کو اس کا نکاح اس شخص سے کر دینا ہوگا اور اگر ولی نا منظور کرے گا اور نا منظوری پر اصرار کرے گا تو ولی مذکورہ ولایت سے معزول ہو جائے گا اور عورت مذکورہ کا کوئی اور ولی جو درجہ ولایت میں ولی مذکور کے بعد ہے، عورت مذکورہ کا نکاح اس شخص سے کر دے گا اور اگر وہ بھی نا منظور کرے گا اور نا منظوری پر اصرار کرے گا تو وہ بھی معزول ہو جائے گا اور اس کے بعد کے درجے کا ولی عورت مذکورہ کا نکاح اس شخص سے کر دے گا اور اگر عورت مذکورہ کے تمام اولیا اسی طرح نا منظور کرتے جائیں گے تو سب کے سب معزول ہوتے چلے جائیں گے اور جب کوئی ولی باقی نہ رہے گا تو آخر میں سلطان اس کا نکاح کر دے گا کہ اس صورت میں سلطان ہی اس کا ولی ہے جیسا کہ حدیث اول کے آخر میں ہے :

"فالسلطان ولی من لا ولی لہ"[4]

الحاصل حدیث ثانی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت مذکورہ اپنا نکاح بغیر اذن اپنے ولی کے کر سکتی ہے، بلکہ جو کچھ ثابت ہوتا ہے، وہ صرف اس قدر ہے کہ اذنین کے تعارض کے وقت عورت مذکورہ کا اذن مقدم سمجھا جائے گا، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور ظاہر ہے کہ اس معنی میں اور حدیث اول کے معنی میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ جمع کی ضرورت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

---

[1]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (4834)

[2]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (4834)

[3]۔ سنن ابی داود رقم الحدیث (2083)

[4]۔ سنن ابی داود رقم الحدیث (2083)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ: **479**

محدث فتویٰ